فن اور فنکار

فنِ خطاطی میں سرفراز زیدی کی خدمات

سرفراز زیدی تاریخ پیدائش ۱۰ اگست ۱۹۴۲ء آبائی وطن جانسٹھ ضلع مظفر نگر) کو انہیں بچپن سے خوش نویسی کا شوق تھا۔ اپنے نانا کے تحریر کردہ اردو و فارسی کے کتبوں کو دیکھ کر سرفراز کے اندر خطاطی کی تحریک پیدا ہوئی اور انہوں نے ان کتبوں کی ہیئت کی نقلیں بنا ڈالیں۔ میرٹھ کالج میں جب وہ بی اے کے طالب علم تھے تو وہاں شعبۂ جغرافیہ کے بنگالی استاد مسٹر مجمدار اور صدر شعبہ جناب ایس کے سین نے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا اور شعبہ کے لئے بے شمار نقشے اور چارٹ بنوائے۔ سرفراز کہتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کی حوصلہ افزائی کی بدولت ہی ہندی اور انگریزی خوش نویسی کی مشق بہم پہنچا سکا۔

۱۹۶۵ء میں سرفراز نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سٹی اسکول میں بحیثیت آرٹ ٹیچر ملازمت اختیار کر لی۔ کچھ عرصے معاشی ضروریات کے تحت کمرشیل آرٹ کا مشغلہ اختیار کیا اور کتابوں کے پورٹریٹ اور سرورق بنائے لیکن ان کے اندر چھپے ہوئے فنکار نے ان کو کمرشیل آرٹ کی سنہری زنجیریں پہیلی دنیا کو خیرباد کہنے پر مجبور کر دیا۔ البتہ سرفراز کے فن پاروں میں مصوری ایک لازمی جزو کی حیثیت سے شامل ہو گئی ہے وہ کمرشیل آرٹ سے وابستگی کے اس دور کی باقیات میں شمار کرتے ہیں۔ ایک دور ایسا بھی آیا جب سرفراز نے فیصلہ کر لیا کہ مصوری اور خطاطی میں سے کس کو اپنے فن کے اظہار کا وسیلہ بنائیں۔

ابھی اردو خطاطی پر اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ قدیم عصر کاملین فن کی تخلیقات کا بھی بغور مشاہدہ کیا۔ ایم۔ ایف حسین، ... لنبیں اور عنایت حسین مرحوم کے سیکڑوں وصلیاں ان کی نظر سے گزرے۔

سب سے پہلے ... کی ... سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی تقلید میں "الف" پر کام شروع کیا لیکن چند مہینوں بعد انہوں نے محسوس کیا کہ خطاطی ... سرفراز مصوری ... انصاف نہیں کر رہا ہے۔ اسی کشمکش میں تھے کہ صادقین صاحب کی وفات ہو گئی۔ رسالوں میں صادقین مرحوم کے ... اور مسلم یونیورسٹی کے گیسٹ ہاؤس میں ان کے فن پاروں کی نمائش ہوئی۔ سرفراز ان کے فن پاروں سے بہت متاثر ہوئے خطاطی اور مصوری کا ایک حسین امتزاج اس سے پہلے ان کی نظروں سے نہ گزرا تھا۔ صادقین

ملاقات کے بعد انھوں نے محسوس کیا کہ ان کے اندر چھپے ہوئے فنکار کا تقاضا ایک ہی ہے کہ تخلیق میں صادقین ہیں۔ چنانچہ فراز نے اپنی راہ صادقین کی اور انہیں کا ہمسفر بن کر گرم سفر ہو گئے۔

صادقین کا اثر:- صادقین کے اسلوب کی دو خصوصیات نے فراز کو بطور خاص متاثر کیا ہے۔

۱۔ آیات قرآنی کا مفہوم کرنے کے لئے الفاظ اور حروف اور اعداد سے کام کرنا۔

۲۔ حروف کی بناوٹ بے حد (SHARP) ہونے کے باوجود تحریر میں ردھم (RYTHM) اور توازن (BALANCE) برقرار رکھنا۔

صادقین سے انحراف:-

صادقین سے متاثر ہونے کے باوجود فراز نے ان کی تقلید محض نہیں کی بلکہ اپنا اسلوب خود وضع کیا ہے۔ صادقین نوکیلے حروف استعمال کرتے ہیں لیکن فراز کے یہاں حروف کی یہ بناوٹ خال خال ہی نظر آتی ہے۔

صادقین شوخ اور چبھتے رنگ استعمال کرتے ہیں لیکن فراز کی بیشتر تخلیقات روایتی رنگوں کے بجائے گرے شیڈ سے مکمل کی گئی ہیں۔

صادقین کی خطاطی میں ہر جگہ ایک ہی انداز تحریر نظر آتا ہے۔ صادقین کا اپنا اسلوب تحریر ہے جس کے وہ موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ انھوں نے تنوع کے مقابلہ میں تفرد کو ترجیح دی۔ فراز نے ایک ہی انداز تحریر کو نہیں اپنایا بلکہ مختلف خطوط کو (BASE) بنایا اور اس میں اپنا طرز شامل کر کے تصاویر کو مکمل کیا ہے۔

فراز نے مختلف عنوانات کے تحت آیات قرآنی کا انتخاب کیا ہے۔ انھوں نے ایک ہی موضوع پر قرآن پاک کی کئی کئی آیات کو یکجا کر کے پس منظر کے ساتھ پیش کیا ہے۔

"قرآن اور سائنس" کے موضوع پر اب تک انھوں نے "قرآن اور علم ریاضی" "قرآن اور علم نباتات" نیز "قرآن اور تسخیر کائنات" کے موضوع پر شہ پارے بنائے ہیں۔ فراز نے روایتی خطوط کو اپنایا ہے لیکن اس میں بھی اپنے اسلوب کی انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔

"خط کوفی" فراز کا پسندیدہ خط ہے جسے انھوں نے بکثرت استعمال کیا ہے۔

ایران کے اسلامی انقلاب نے دور جدید میں اسلامی تعلیمات کی معنویت کو بے حد نمایاں کر دیا ہے۔ زندگی کے دیگر گوشوں کی طرح فنون لطیفہ بھی اس انقلاب سے اثر پذیر ہوئے ہیں۔ فراز کی تازہ ترین تخلیقات میں یہ اثرات صاف طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ "قرآن اور طلب علم" "قرآن اور افکار تازہ" "قرآن اور پیغام عمل" کے عنوانات سے یہ شہ پارے اسی عصری رجحانات کی طرف دعوت دیتے ہیں جو اسلامی انقلاب کا فکری محور و مرکز ہے۔

(PAINTINGS) کی شکل میں بار بار دکھائی گئی ہیں۔ بے جان تصویروں اور خاکوں کی شکل میں بھی ہیں۔ ان میں بعض تصاویر بھی چھپ چکی ہیں۔

خطاطی میں فراز کے فن کی عمر ابھی زیادہ نہیں ہے لیکن انہیں احساس ہے کہ عمر اور فن کی قوت تخلیق کے سفر ہوتی ہے۔ فن سے وابستگی جب عشق بن جاتی ہے اور عشق بھی انتہا کو پہنچ کر جنون کی حد میں داخل ہو جاتا ہے تو شاہکار تخلیق ہوتے ہیں۔ اسی احساس کے تحت قرآن کی بلاغت نے اس مختصر وقت میں بہت سے اہل نظر حضرات کو متوجہ کیا ہے۔ کئی اخبارات اور رسائل بالخصوص تہذیب الاخلاق، دوام، نو نہالستان، قومی آواز وغیرہ نے ان کی تخلیقات پر مضامین شائع کئے ہیں۔ ان کا دوستوں پر داد و تحسین دینے والوں میں نوبل انعام یافتہ پروفیسر عبدالسلام بھی شامل ہیں۔

چار بار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اور ایک ایک بار آگرہ اور دہلی میں فراز کے فن پاروں کی نمائش لگائی جا چکی ہے۔ تینوں مقامات پر بڑی تعداد میں شائقین فن نے ان کی تخلیقات کو بہت دلچسپی سے دیکھا ہے اور سراہا ہے۔ حوصلہ افزائی کرنے والوں میں یونیورسٹی کے طلبہ سے لے کر مستند مفکر، ادیب، پروفیسر صاحبان اور دنیائے علم و ادب کی گراں قدر ہستیاں تک شامل ہیں۔